شہر کوفہ میں
عبیداللہ ابن زیاد کی سیاسی چالیں

ڈاکٹر عباس حیدر زیدی[1]
abbaspsc@yahoo.com

2

کلیدی کلمات : زیاد بن ابیہ، نعمان بن بشیر، مسلم بن عقیل، اشراف کوفہ، عمر بن سعد، مختار ثقفی

خلاصہ

جب حضرت امام حسینؑ مکہ میں قیام پذیر تھے تو اہلِ کوفہ نے آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔امام نے اتمام حجت کے لئے حضرت مسلم بن عقیل کو اپنا سفیر بنا کر کوفہ روانہ کیا۔ادھر جب یزید کے حامیوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کوفہ میں حضرت مسلم کی حکومت قائم ہو جائے گی تو انہوں نے یزید کو کوفہ کے حالات سے مطلع کیا اور لکھا کہ اگر شہر کوفہ کو اپنے ہاتھ سے نہیں دینا چاہتے تو کسی ایسے شخص کو کوفہ کا گورنر بناؤ جو ان پر سختی کرسکے۔اس پر یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کو بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ابن زیاد نے کوفہ میں جو سیاسی چالیں چلیں، ان میں سے چند اہم چالیں یہ تھیں:

شہر کوفہ میں مکاری سے داخل ہو کر شہر کا کنٹرول سنبھالنا، اہل کوفہ کو بڑی بڑی دھمکیاں دینا، ایک بڑے یزیدی لشکر کی آمد جیسی افواہیں پھیلانا، لوگوں کو لالچ دینا، مختلف قبائل کے سردار نصب و عزل کرنا، جاسوسی، مخالفین کا قتل و غارت، قید و بند میں ڈالنا، فرار ہونے والوں کا تعاقب، کربلا کی جانب فوج روانہ کرنا اور حاکمِ وقت یزید کی مکمل اطاعت گزار ہونا۔ اس مقالہ میں ابن زیاد کی ان سیاسی چالوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

مقدمہ

عبیداللہ، زیاد بن سمیہ کا بیٹا تھا۔زیاد بن سمیہ کو زیاد بن ابیہ بھی کہا جاتا ہے۔زیاد بن ابیہ کے حالات زندگی سب پر آشکار ہیں۔یہ وہ شخص ہے کہ جس کے باپ کا علم نہیں ہے۔یہ شخص زمانے میں گمنام تھا لیکن امیر شام نے اپنا آلہ کار بنانے کے لئے زیاد کو اپنے باپ ابوسفیان کی طرف منسوب کیا اور اسے سماج میں اپنے بھائی کے طور پر متعارف کرایا۔زیاد کو اپنا بھائی قرار دینے کے بعد امیر شام نے پہلے اسے کوفہ کا پھر بصرہ کا بھی گورنر قرار دے دیا۔زیاد چونکہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں ان کی فوج میں شامل تھا لہٰذا وہ کوفہ کے ان تمام لوگوں سے واقف تھا جو حضرت علی علیہ السلام کے سچے اور مخلص ساتھی تھے۔

امیر شام کا زیاد کو کوفہ کا گورنر بنانے کا اہم ترین مقصد شیعوں کی کڑی نگرانی کرنا اور ان میں سے بعض انقلابیوں کو راستے سے ہٹانا تھا۔زیاد نے شہر کوفہ میں شیعیانِ علی پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔اس نے حضرت علی علیہ السلام کے چاہنے والوں میں حجر بن عدی کندی، عبداللہ بن یحییٰ حضرمی اور عمرو بن حمق خزاعی کو ان کے ساتھیوں سمیت گرفتار کیا اور بعد میں قتل کرا دیا۔ان افراد کے علاوہ زیاد نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں رشید ہجری، جویریہ بن مسہر عبدی اور اوفی بن حصین بھی شامل ہیں۔زیاد یزید کی جانشینی کا بھی سخت مخالف تھا اور امیر شام کے بعد خود تختِ حکومت پر بیٹھنے کا خواہاں تھا چنانچہ اس نے امیر شام کو خط لکھا کہ اپنے بعد یزید کی جانشینی کے اعلان میں جلدی نہ کرے، جب معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے خود اپنے گورنر زیاد بن ابیہ کو زہر سے قتل کرا دیا۔

1۔ پی۔ایچ۔ڈی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی

2

عبیداللہ اپنے باپ زیاد کے افعال و کردار کا مکمل نمونہ تھا۔ یہ دونوں باپ بیٹے شہر کوفہ میں اپنی جنایت کاریوں کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی روزِ عاشور یہی ارشاد فرمایا تھا کہ

''پست باپ کے پست بیٹے نے مجھے کسی ایک بات کے انتخاب میں مجبور کر دیا ہے یا تو تلوار یا ذلت۔ لیکن ممکن ہی نہیں کہ ہم ذلت قبول کریں۔''

حضرت امام حسینؑ جب مکہ میں قیام پذیر تھے تو اس کی اطلاع اہلِ کوفہ کو ہوئی، چنانچہ انہوں نے حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھے کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ اہل کوفہ اسی طرح سے بے وفائی کریں گے جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ کی تھی۔

چنانچہ اتمام حجت کے لئے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کو اپنا معتمد اور سفیر بنا کر کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کوفہ میں جناب مختار ثقفی کے مکان میں قیام پذیر ہوئے اور وہاں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے بیعت لینے کا آغاز کیا۔ اس وقت یزید کی جانب سے کوفہ کا گورنر نعمان بن بشیر تھا۔ نعمان بن بشیر فطرتاً کمزور انسان تھا، لہٰذا حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کے مقابلے میں اس نے ناتوانی کا اظہار کیا۔

جب یزید کے حمایتیوں کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کی حکومت قائم ہو جائے گی تو انہوں نے خطوط لکھ کر یزید کو کوفہ کے حالات سے مطلع کیا اور لکھا کہ اگر شہر کوفہ کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے تو کسی ایسے شخص کو بھیجو جو اہل کوفہ پر سختی کر سکے اور کوفہ کو سختی سے قبضہ میں رکھ سکے۔ یزید نے معاویہ کے خاص غلام سرجون کو بلایا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے معاویہ کا ایک خط یزید کو دیا کہ جس میں تحریر تھا کہ اگر کوفہ ہاتھ سے نکلا جارہا ہو تو وہاں پر عبید اللہ ابن زیاد کو مسلط کر دینا۔ چنانچہ ابن زیاد جو کہ معاویہ کے زمانے میں بصرہ کا گورنر تھا، اسے یزید نے خط لکھ کر بصرہ شہر کے ساتھ ساتھ کوفہ کا بھی گورنر قرار دے دیا۔

عبید اللہ ابن زیاد جب شہر کوفہ میں داخل ہوا تو اس نے چہرے پر نقاب ڈالی ہوئی تھی۔ اہل کوفہ کو چونکہ اس بات کی اطلاع تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ میں داخل ہونے والے ہیں چنانچہ لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو تصور کرتے ہوئے اس کا استقبال شاندار طریقے سے کیا۔ یہ اس کی عیاری تھی کہ اس نے اپنے آپ کو لوگوں پر ظاہر نہیں کیا۔ جب وہ دارالامارہ کے دروازے تک پہنچا تو اسے وہاں داخل ہونے میں بڑی دشواری پیش آئی۔ نعمان بن بشیر پہلے یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ میں داخل ہو چکے ہیں چنانچہ دارالامارہ کے کوٹھے پر چڑھ کر اس نے ابن زیاد کو حضرت امام حسین علیہ السلام سمجھ کر قسمیں دیں کہ آپ یہاں سے چلے جائیں، جس پر ابن زیاد کے ساتھی نے نعمان بن بشیر کو آواز دے کر کہا کہ دروازہ کھولو یہ عبید اللہ ابن زیاد ہے۔

ابن زیاد نے شہر کوفہ پر مسلط ہونے کے بعد جو سیاسی روشیں اختیار کیں، ان میں اہم ترین یہ ہیں:

۱۔ دھمکیاں دینا ۲۔ افواہیں پھیلانا ۳۔ لالچ دینا
۴۔ قبائل کے سرداروں کو منصوب اور معزول کرنا ۵۔ جاسوسی کرانا
۶۔ کڑی نگرانی ۷۔ قتل و غارت گری ۸۔ قید کرنا
۹۔ فرار ہونے والوں کا تعاقب کرنا ۱۰۔ کربلا کی جانب فوج کو روانہ کرنا
۱۱۔ کوفہ پر کنٹرول حاصل کرنا ۱۲۔ حاکم وقت یزید کا اطاعت گزار ہونا

ہم اس مقالہ میں ایک ایک کرکے ابن زیاد کے ان تمام سیاسی اقدامات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ابن زیاد نے اہل کوفہ کو مسلسل دھمکیاں دیں اور انہیں حاکم کی اطاعت سے بغاوت کرنے سے ڈرایا۔ اس نے کوفہ میں داخل ہونے کے بعد مسجد کوفہ میں اپنی پہلی تقریر میں کہا:

”أما بعد فان أمير المؤمنين أصلحه الله ولانی مصركم وثغركم ، وأمرني بانصاف مظلومكم ، واعطاء محرومكم ، وبالاحسان الى سامعكم ومطيعكم ، وبالشدة على مريبكم وعاصيكم ، وأنا متبع فيكم أمره ، ومنفذ فيكم عهده ، فانا لمحسنكم ومطيعكم كالوالد البر ، وسوطی وسيفي على من ترك أمري ، وخالف عهدي ، فليبق امرء على نفسه الصدق ينبء عنك لا الوعيد “

ترجمہ : ”امابعد ! امیر المؤمنین (یزید) نے مجھے تمہارے شہر اور اس کی سرحدوں کا امیر بنایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے درمیان مظلوموں کو انصاف اور محروموں کو ان کا حق دوں، تمہارے درمیان جو میری باتیں سنے اور میرا مطیع ہو اس کے ساتھ نیکی کروں اور شک وتردید کرنے والوں اور معصیت کرنے والوں کے ساتھ شدت سے پیش آؤں۔ یہ جان لو کہ میں تمہارے سلسلے میں اپنے امیر کے حرف حرف کا پابند ہوں اور میں ان کے عہد و پیان کو تمہارے سلسلے میں نافذ کرکے رہوں گا۔ میں تمہارے درمیان نیک کردار اور فرمانبردار لوگوں کے لئے باپ کی طرح ہوں۔ میرا تازیانہ اور میری تلوار ہر اس شخص کے لئے ہے جو میرے حکم اور میرے امر کی مخالفت کرے گا، پس جس کو اپنی زندگی کا پاس ہوگا وہ میرے لئے نیک کردار اور راست باز ہوگا۔ وعدہ اور وعید کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔“ (1)

یہ کہہ کر وہ منبر سے اُترا اور شہر کے سربرآوردہ لوگوں سے سختی سے پیش آتے ہوئے کہنے لگا :

”اكتبوا الى الغرباء و من فيكم من طلبه أمير المؤمنين و من فيكم من الحرورية وأهل الريب الذين رأيهم الخلاف والشقاق فمن كتبهم الى فبرء ومن لم يكتب لنا أحدا فليضمن لنا۔ ما في عرافته أن لا يخالفنا فيهم مخالف ولا يبغ علينا منهم باغ فمن لم يفعل فبرئت منه الذمة وحلال لنا دمه وماله وأيما عريف وجد في عرافته من بغية أمير المؤمنين أحد لم يرفعه الينا صلب على باب داره وألغيت تلك العرافة من العطاء وسير الى موضع بعمان الزارة ثم نزل“

ترجمہ : ”تم لوگ ناشناس اور بیگانہ افراد کے سلسلے میں لکھ کر مجھے دو اور وہ لوگ جن کی امیر المؤمنین (یزید) کو تلاش ہے اور حروریہ والوں کے بارے میں بھی مجھے لکھ کر بتاؤ۔ اسی طرح وہ افراد جو شک وتردید کے ذریعے اختلاف اور پھوٹ ڈالتے ہیں۔ان کے سلسلے میں بھی مجھے تحریر کرو، یہ جان لو کہ جو بھی مجھے ان لوگوں کے سلسلے میں لکھ کر دے گا وہ آزاد ہے اور جو لکھ کر کسی ایک کے بارے میں بھی نہیں دے گا وہ اپنی عرافت کے بارے میں ضامن ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ہماری مخالفت نہ کرے اور ان میں سے کوئی بھی ہم سے بغاوت نہ کرے اور اگر کسی نے ایسا نہیں کیا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں اور اس کا مال اور اس کی خون ریزی میرے لئے حلال ہے۔ اگر کسی عریف کے دائرہ عرف میں کوئی امیر المؤمنین (یزید) کا باغی پیدا ہوا جس کی گرفتاری سے پہلے اس قبیلہ کے امیر نے ہمیں خبر نہ دی تو اس کے دروازے پر اسے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا اور اس قبیلے کے تمام لوگوں کے ماہانہ حقوق قطع کر دیئے جائیں گے اور انہیں ”عماد زارہ“ کے علاقے میں شہر بدر کر دیا جائے گا۔“ (2)

غور کیجئے، عبید اللہ نے دھمکی دینے کے لئے کیسے کیسے جملے استعمال کیے ہیں۔ یعنی اگر کوئی یزید کا باغی پیدا ہوا تو اس کا مال ابن زیاد پر حلال اور اس کو قتل کرنا بھی اس پر حلال ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر کسی قبیلے کے امیر نے اس کی گرفتاری کی خبر نہ دی تو اس امیر کو اس کے گھر کے دروازے پر سولی دے دی جائے گی، اس کے قبیلہ کو جو سرکاری وظیفہ ملتا ہے وہ نہیں ملے گا اور انہیں شہر بدر بھی کر دیا جائے گا۔ جب حضرت مسلم بن عقیلؑ کو عبید اللہ بن زیاد کی آمد، اس کے خطبے اور عرافہ کے ساتھ اس کی روش کی خبر ملی تو آپ جناب مختار کے گھر سے ہانی ابن عروہ کے گھر میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

جب ہانی ابن عروہ کو دھوکہ دہی سے گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو ابن زیاد نے ہانی کو سختی سے کہا کہ :

”واللہ لتأتینی بہ أو لأضربن عنقك۔“

ترجمہ: ”خدا کی قسم! تم اسے (جناب مسلم) کو ضرور یہاں لاؤ گے ورنہ میں تمہاری گردن اُڑادوں گا۔“ (3)

جب ہانی ابن عروہ کو ابن زیاد نے قید کرنے کا حکم دیا تو اس کے بعد وہ قوم کے سربرآوردہ افراد، اپنے غلاموں اور اپنی پولیس کے افسروں کے ساتھ محل سے باہر نکلا اور منبر پر جا کر کہا:

”أما بعد أیھا الناس فاعتصموا بطاعۃ اللہ وطاعۃ أئمتکم ، ولا تفرقوا فتھلکوا و تذلوا وتقتلوا وتجفوا تحرموا ، ان أخاك من صدقك ، وقد أعذر من أنذر “

ترجمہ: ”اما بعد! اے لوگو خداوند عالم کی فرمانبرداری اور اپنے حاکم کی اطاعت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو نیز اختلاف اور افتراق سے بچو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے، قتل، جفا اور محرومیت تمہارا مقدر ہو جائے گی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارا بھائی وہ ہے جو سچ بولتا ہے اور جو ہوشیار کر دیتا ہے اس کا عذر معقول ہے۔“ (4)

ابن زیاد کہ جس نے ہانی کو قید کر دیا تھا وہ لوگوں کی شورش سے ہراساں اور خوفزدہ ہو گیا تھا للذا وہ قوم کے سربرآوردہ لوگوں، اپنے غلاموں اور پولیس افسروں کے ساتھ اپنے محل سے باہر نکلا تھا اس نے وہی دھمکی والا طریقہ اپنایا اور حاکم کی اطاعت کو لازمی قرار دیتے ہوئے ہلاکت، جور و جفا اور وظائف سے محرومی جیسی باتوں سے ڈرایا۔ جب ایک موقع پر حضرت مسلم بن عقیلؑ کی مدد و نصرت کرنے والوں کی کوئی آواز ابن زیاد کو سنائی نہ دی تو اس نے سپاہیوں سے کہا کہ مسجد کوفہ کو قندیلوں سے روشن کر دو کہ کہیں کوئی حضرت مسلمؑ کا ساتھی چھپا ہوا تو نہیں ہے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب کوئی خطرہ نہیں ہے تو اس نے اپنے کاتب عمرو بن نافع کو حکم دیا کہ فوراً جا کر یہ اعلان کرے کہ:

”ألا برئت الذمۃ من رجل من الشرطۃ والعرفاء أو المناکب أو المقاتلۃ صلی العتمۃ الا فی المسجد فلم یکن لہ الا ساعۃ حتی امتلا المسجد من الناس ثم أمر منادیہ فأقام الصلاۃ۔“

ترجمہ: ”حاکم ہر اس شخص کی حرمت سے دست بردار ہے جو نماز عشاء مسجد کے علاوہ کہیں اور پڑھے، خواہ وہ پولیس ہو یا عرفاء، صاحبان شرف ہوں یا جنگجو۔“ (5)

اس خطرناک اور تہدید آمیز اعلان کا اثر یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مسجد کوفہ لوگوں سے چھلکنے لگی۔ نماز عشاء پڑھا کر اس نے منبر پر جا کر خطبہ دیا اور کہا:

”أما بعد فان ابن عقیل السفیہ الجاھل قد أتی ما رأیتم من الخلاف والشقاق فبرئت الذمۃ من رجل وجدناہ فی دارہ ومن أتانا بہ فلہ دیتہ۔ وأمرھم بالطاعۃ ولزومھا۔“

ترجمہ: ”امابعد جاہل اور بیوقوف ابن عقیل کو تم لوگوں نے دیکھا کہ اختلاف اور جدائی لے کر یہاں آیا۔ میں ہر اس شخص کی حرمت سے بری الذمہ ہوں جس کے گھر ہم نے مسلم کو پایا اور جو بھی مسلم کو لے کر آئے گا اس کا خوں بہا اسے دے دیا جائے گا۔ اے بندگان خدا تقویٰ اختیار کرو، اپنی اطاعت و بیعت پر برقرار رہو اور اپنی حرمت شکنی کے راستے نہ کھولو۔“ (6)

اس کے بعد سپاہیوں کے سربراہ حصین ابن تمیم کی طرف رُخ کر کے کہا:

”یا حصین ابن تمیم ثکلتك أمك ان صاح باب سکۃ من سکك۔ الکوفۃ أو خرج ھذا الرجل ولم تأتنی بہ وقد سلطتك علی دور أھل الکوفۃ فابعث مراصدۃ علی أفواہ السکك وأصبح غدا واستبر الدور وجس خلالھا حتی تأتینی بھذا الرجل “

ترجمہ: ”اے حصین بن تمیم! ہوشیار ہو جا! شہر کوفہ کا کوئی دروازہ بھی کھلا، یا یہ مرد اس شہر سے نکل گیا اور تو اُسے نہ پکڑ سکا تو یہ دن تیری ماں کے لئے عزا کا دن ہوگا! ہم نے تجھے کوفیوں کے سارے گھروں پر مسلط کیا ہے، تو آزاد ہے، جس گھر میں چاہے جا کر تلاش کر

لہٰذا تو فوراً شہر کوفہ کے دروازوں پر نگہبانوں کو لگادے اور کل صبح سے دقت کے ساتھ گھروں کی تلاشی لے اور ٹوہ میں لگ جا یہاں تک کہ اس مرد کو میرے سامنے پیش کرے۔" (7)

یہاں اس نے حصین ابن تمیم کو دھمکی دی کہ اگر وہ جناب مسلمؑ کو گرفتار نہ کرسکا تو یہ دن اس کی ماں کے لئے عزا کا دن ہوگا یعنی دوسرے الفاظ میں یہ اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ جب حضرت مسلمؑ تنہا ابن زیاد کی فوج سے جنگ لڑنے کے بعد گرفتار کر لیے گئے تو ابن زیاد نے انہیں دھمکی دیتے ہوئے کہا:

"لعمری لتقتلن"۔ مجھے اپنی جان کی قسم تم ضرور بالضرور قتل کیے جاؤگے۔" (8)

اسی طرح سے جب ابن زیاد اور حضرت مسلم بن عقیلؑ کے درمیان الفاظ کی تکرار ہوئی تو ابن زیاد نے انہیں دھمکی دیتے ہوئے کہا:

"قتلنی ان لم أقتلك قتلة لم یقتلها أحد في الاسلام"

ترجمہ: "اللہ مجھے قتل کرے اگر میں تم کو قتل نہ کروں جس طرح سے پورے اسلام کی تاریخ میں اب تک کسی کو قتل نہیں کیا گیا ہے۔" (9)

ابن زیاد کی مسلسل دھمکیوں سے اہل کوفہ خوف وہراس کا شکار ہوگئے۔

ابن زیاد نے دوسرا اقدام افوائیں پھیلانے کا کیا۔ اس نے کثیر بن شہاب بن حصین کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے مذحجی پیروکاروں کے ساتھ کوفہ کی گلیوں میں منتشر ہوجائے اور لوگوں کو جھوٹ اور پروپیگنڈے کے ذریعے جناب مسلمؑ سے دور کرے، انہیں جنگ سے ڈرائے اور حاکم کے ظلم وستم اور قید وبند سے خوف دلائے۔ (10) اس نے شبث ابن ربعی کے ہاتھ میں پرچم دے کر کہا کہ:

"تم ایک بلندی سے نمودار ہو کر اپنے نو کر سرشت اور فرمانبردار افراد کو انعام، اکرام، احترام اور پاداش کے وعدے سے سرشار کردو اور خاندان رسالت کے پیروؤں کو ڈراؤ کہ سنگین کیفر کردار، قطع حقوق اور محرومیت میں گرفتار ہوں گے اور ان کے دلوں میں یہ کہہ کر خوف ڈال دو کہ عبید اللہ کی مدد کے لئے شام سے لشکر آنے ہی والا ہے۔" (11)

ابن زیاد کے اس حکم میں کہا گیا کہ اس کی مدد کے لئے شام سے یعنی یزید کی طرف سے لشکر آنے والا ہے۔ اسی افواہ کے سبب لوگ آہستہ آہستہ حضرت مسلم بن عقیلؑ کا ساتھ دینے سے پہلو تہی کرنے لگے اور نتیجہ میں حضرت مسلمؑ کوفہ میں تنہا رہ گئے۔ ابن زیاد نے ایک اور اہم اقدام لوگوں کو لالچ دینے کا کیا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا قافلہ عذیب الھجانات تک پہنچا تو چار سوار کوفہ کی جانب سے حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچے جن میں مجمع بن عبداللہ عائذی نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا:

"أما أشراف الناس فقد أعظمت رشوتهم وملئت غرائرهم فهم ألب واحد عليك وأما سائر الناس فقد أعظمت قلوبهم تهوى اليك وسيوفهم غدا مشهورة عليك"

ترجمہ: "اشراف اور سربرآوردہ افراد کو رشوت کی خطیر رقم دیدی گئی ہے، ان کے تھیلوں کو بھر دیا گیا ہے، اس طرح ان کی خیر خواہی کو اپنی طرف متوجہ کرلیا گیا ہے اور ان کو اپنا محبوب بنالیا گیا ہے۔ یہ گروہ وہ ہے جو آپ کے خلاف دشمن کے ہمراہ ہے اور بقیہ لوگ وہ ہیں جن کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں کل آپ کی خلاف کھینچی ہوں گی۔" (12)

جب ابن زیاد نے عمر بن سعد کو کربلا کی طرف روانہ کرنا چاہا تو عمر ابن سعد نے اس سے کہا کہ آپ مجھے اس کام سے معاف فرمائیں اور خود روانہ ہوں لیکن ابن زیاد نے کہا کہ اس کی شرط یہ ہے کہ تم وہ عہد نامہ واپس کردو جو میں نے تمہیں "رے" کی حکومت کا دیا ہے، جس پر اس نے ایک دن کی مہلت مانگی کہ اس سلسلہ میں غور وفکر کرسکے۔ اگلے دن جب وہ ابن زیاد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ حسین ابن علی علیہم السلام کی طرف کوفہ کے کسی سربرآوردہ شخص کو بھیج دے اور اس نے چند نام بھی ابن زیاد کے سامنے پیش کیے تو ابن زیاد جو کہ عمر بن سعد کو "رے" کی حکومت کا پروانہ دے چکا تھا، اس نے کہا:

”لا تعلمني بأشراف أهل الكوفة فسلت استأمرك فيما أريد أن أبعث ان سرت بجندنا والا فابعث الينا بعهدنا “

ترجمہ: ”تم مجھے اشرافِ کوفہ کے سلسلہ میں سبق مت سکھاؤاور حسینؑ کی طرف کس کو روانہ کیا جائے اس سلسلہ میں، میں نے تم سے کوئی مشورہ نہیں چاہا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو ہمارے لشکر کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، ورنہ ہمارے عہد نامہ کو ہمیں لوٹا دو۔“ (13)

جب عمر بن سعد نے ابن زیاد کی یہ ہٹ دھرمی دیکھی تو وہ حضرت امام حسینؑ سے لڑنے کے لئے جانے پر تیار ہوگیا۔ شہر ”رے“ کی گورنری ایک ایسا لالچ تھا کہ جس کے سبب ابن زیاد نے عمر بن سعد کو کربلا روانہ کردیا۔ کوفہ میں اکثر قبائل آباد تھے اور ہر قبیلہ کا اپنا سردار ہوتا تھا۔ ابن زیاد نے یہ قدم اُٹھایا کہ جن جن افراد کو حضرت مسلم بن عقیلؑ نے ان قبائل کا سردار مقرر کیا تھا، انہیں معزول کرکے اپنے آلہ کاروں کو ان قبائل کا سردار بنادیا، جیسے:

1) عباس بن جعدہ جدلی کی جگہ کہ جنہیں حضرت مسلمؑ نے سردار بنایا تھا، عمرو بن حریث کو ان تمام قبائل کا سردار بنایا گیا جو حجاز و مدینہ سے ہجرت کرکے کوفہ میں آکر آباد ہوگئے تھے۔
2) ابو ثمامہ صائدی کو جو تمیم وہمدان جیسے قبیلہ کے سردار تھے، معزول کرکے ان کی جگہ خالد بن عرفطہ کو ان قبائل کا سردار بنادیا گیا۔
3) ربیعہ، بکر اور کندہ کے سردار عبید اللہ بن عمر بن عزیز کندی کو معزول کرکے قیس بن ولید عبدالشمّس کو سردار بنادیا گیا۔
4) بنی اسد اور مذحج جیسے معروف قبائل کی برگزیدہ شخصیت حضرت مسلم بن عوسجہ کو برطرف کرکے ابوبردہ فرزند ابو موسیٰ اشعری کو سردار مقرر کردیا گیا۔

ابن زیاد نے شہر کوفہ میں اپنے جاسوس بھی چھوڑے ہوئے تھے۔ جب حضرت مسلم بن عقیلؑ جنابِ ہانی کے یہاں روپوش ہوگئے تو اس نے اپنے غلام معقل کو بلایا اور اس سے کہا:

” خذ ثلاثة آلاف درهم ثم اطلب مسلم بن عقيل واطلب لنا أصحابه ثم أعطهم هذه الثلاثة آلاف فقال لهم استعينوا بها على حرب عدوكم وأعلمهم أنك منهم فانك لو قد أعطيتها اياهم اطمأنوا اليك ووثقوا بك ولم يكتموك شيئا من أخبارهم “

ترجمہ: ”یہ تین ہزار درہم لو اور مسلم بن عقیلؑ کی تلاش شروع کردو اور ان کے یار و مددگار اور ساتھیوں کی بھی تلاش شروع کردو پھر یہ تین ہزار درہم ان لوگوں کے ہاتھ میں دے کر یہ کہو کہ ان پیسوں سے اپنے دشمنوں سے جنگ کے لئے سامان مہیا کرو اور اس طرح یہ کام کرو کہ گویا تم انہیں میں سے ایک فرد ہو کیونکہ اتنی خطیر رقم جب تم انہیں دوگے تو وہ لوگ تم پر اطمینان حاصل کرلیں گے اور تم پر اعتماد حاصل کرنے لگیں گے اور اپنی خبریں تم سے نہیں چھپائیں گے اور صبح و شام آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھو۔“ (14)

معقل نے ابن زیاد کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا اور حضرت مسلم بن عقیلؑ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ جب ابن زیاد نے جنابِ ہانی بن عروہ کو دھوکہ سے اپنے پاس بلایا اور انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ حضرت مسلم بن عقیلؑ کو پناہ دیے ہوئے ہیں اور اطراف میں اسلحہ اور جنگجوؤں کو اکٹھا کر رہے ہیں تو اس نے معقل کو ان کے روبرو پیش کردیا تب وہ سمجھے کہ یہ شخص تو ابن زیاد کا جاسوس تھا۔

ابن زیاد نے ایک اور سیاسی روش یہ اختیار کی کہ اس نے کوفہ کی ناکہ بندی کرکے کڑی نگرانی شروع کردی۔ یہ نگرانی اس قدر شدید تھی کہ جب کچھ اہل کوفہ کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کوفہ کے حالات کے بارے میں بتایا کہ

”والله ما ندري غير أنا لا نستطيع أن نلج ولا نخرج۔ خدا کی قسم! اس قدر کڑی نگرانی ہے کہ نہ تو ہم کوفہ میں رہ سکتے ہیں اور نہ ہی شہر سے باہر جاسکتے ہیں۔“ (15)

ابن زیاد نے حصین ابن نمیر کو شہر کوفہ کی پولیس کا سربراہ بنایا اور اسے حکم دیا کہ کوفہ کے ہر گھر کی نگرانی کی جائے۔ ابن زیاد نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا کہ:

"وقد سلطتك على دور أهل الكوفة"

ترجمہ: "ہم نے تجھے اہل کوفہ کے گھروں پر مسلط کر دیا ہے۔" (16)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام حاجر سے قیس بن مسہر صیداوی کو خط دے کر کوفہ کی جانب روانہ کیا تھا لیکن کوفہ کے اطراف میں نگرانی اتنی سخت تھی کہ جب وہ مقام قادسیہ پہنچے تو حصین ابن تمیم نے انہیں گرفتار کرکے ابن زیاد کی جانب کوفہ روانہ کر دیا۔ اسی طرح ایک اور منزل خزیمیہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ بن یقطر حمیری کو کوفہ روانہ کیا لیکن انہیں بھی قادسیہ میں حصین بن تمیم کی سربراہی میں مقیم فوج نے گرفتار کر لیا اور انہیں بھی ابن زیاد کی طرف بھیج دیا گیا۔

ابن زیاد کی اور سیاسی روش ان افراد کو قتل کرنا ہے جو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے باوفا ساتھی تھے۔ چنانچہ اس کے حکم سے شہر کوفہ میں جن افراد کو قتل کیا گیا ان میں جناب میثم تمار، عبید اللہ بن عمرو بن کندی، عبید اللہ بن حارث بن نوفل ہمدانی، عبدالاعلیٰ بن یزید کلبی علیمی، عباس بن جعدہ جدلی، عمارہ بن صلخب ازدی، قیس بن مسہر صیداوی، عبداللہ بن یقطر حمیری، عبداللہ بن عفیف، حضرت مسلم بن عقیلؑ اور حضرت ہانی بن عروہ شامل ہیں۔

ان میں سے ہر ایک کی لمبی داستان ہے کہ انہیں ابن زیاد کے حکم سے کس طرح شہید کیا گیا۔ ابن زیاد نے جن افراد کو قید کیا ان میں اہم ترین فرد مختار ثقفی ہیں کہ جنہیں دھوکہ سے امان کا وعدہ کیا گیا لیکن جب وہ پرچم امان کے نیچے آگئے تو صبح ابن زیاد کے پاس لے جائے گئے جہاں ابن زیاد نے انہیں پہلے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، جس سے ان کی ایک آنکھ زخمی ہو گئی۔ اس کے بعد انہیں ابن زیاد کے حکم سے قید کر دیا گیا۔ کربلا کے خونی معرکہ کے وقت مختار ثقفی ابن زیاد کی قید میں تھے۔

ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کے کچھ ساتھیوں کو شہید کرنے کے بعد حضرت مسلم بن عوسجہ، حضرت حبیب بن مظاہر اور چند دوسرے افراد کا پیچھا کیا لیکن اسے ناکامی ہوئی اور یہ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قافلہ میں شامل ہونے میں کامیاب ہوگئے، جہاں کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے باوفا ساتھیوں میں شامل ہو کر جنگ کرتے ہوئے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوگئے۔ جب ابن زیاد کو شہر کوفہ پر مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا تو اس نے منبر پر جا کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"فلايبقين رجل من العرفاء والمناكب والتجار والسكان إلا خرج فعسكر معي فأيما رجل وجدناه بعد يومنا هَذَا متخلفا عَن العسكر برئت منه الذمة"

ترجمہ: "ہر چھوٹا بڑا اور تاجر وغیرہ کوئی باقی نہ رہے اور تم سب لوگ میرے لشکر کے ہمراہ چلو اور جس نے ہمارے لشکر سے منہ موڑا تو ہم اس کے خون کے ذمہ دار نہیں ہیں۔" (17)

اس طرح لوگوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے ابن زیاد نے محلوں اور کوچوں میں اپنے سپاہیوں کو روانہ کیا کہ وہ تلاش کریں اور اگر کسی کو نافرمانی کرتا ہوا پائیں تو اسے پکڑ کر لے لائیں۔ اس طرح شہر کوفہ ابن زیاد کے مکمل کنٹرول میں آگیا، سوائے ان لوگوں کے جو جیل میں قید کر دیے گئے تھے یا شہر سے باہر پناہ لے چکے تھے۔ ابن زیاد نے کوفہ پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے بعد کربلا کی جانب حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ لڑنے کے لئے فوج کو روانہ کیا۔ فوج کو ٹکڑوں میں بانٹ کر ان کے سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا گیا تھا۔ مشہور فوجی کمانڈر یہ تھے:

1) یزیدی فوج کا سربراہ عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا، جسے چار ہزار سپاہیوں کا سربراہ بنایا گیا تھا۔

2) حصین ابن تمیم کا تعلق شام کے شہر حمص سے تھا، وہ شہر کوفہ کی پولیس کا سربراہ تھااور اس شہر کے اطراف اور سرحدوں پر اس کی کڑی نگرانی تھی۔ یہ یزیدی فوج کے تیر انداز دستہ کا سربراہ تھا۔

3) شبث بن ربعی خوارج کا سربراہ تھا۔ یہ کربلا میں ایک ہزار فوج کا کمانڈر تھا۔

4) حجار بن ابجر عجلی ابن زیاد کی ایک ہزار فوج کا سربراہ تھا۔

5) شمر بن ذی الجوشن چار ہزار فوجیوں کا کمانڈر تھا۔ جب ابن زیاد نے محسوس کیا کہ عمر بن سعد اس کے حکم میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے تواس نے ایک خط لکھ کر عمر بن سعد کی طرف روانہ کیا، ابن زیاد نے شمر سے کہا:

"اذهب فان جاء الحسين وأصحابه على حكمي والا فمر عمر بن سعد أن يقاتلهم ، فان تباطأ عن ذلك فاضرب عنقه ثم أنت الأمير على الناس"

ترجمہ: "جاؤ اگر حسینؑ نے ہمارا حکم مان لیا تو ٹھیک وگرنہ عمر بن سعد کو حکم دو کہ وہ انہیں قتل کردے۔ اگر وہ اس حکم کو ماننے میں ٹال مٹول سے کام لے تو اس کی گردن اُڑا کر تم خود اس فوج کے امیر بن جاؤ۔" (18)

6) قیس بن اشعث کو فوجی کمانڈر بنا کر بھیجا گیا۔

7) محمد بن اشعث کو بھی جو قیس بن اشعث کا بھائی تھا، فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا گیا۔

8) یزید بن حارث کو دو ہزار سپاہیوں کا سردار بنا کر روانہ کیا گیا۔

9) عمرو بن حریث بھی فوج کا سردار تھا۔

10) عمرو بن حجاج بھی ابن زیاد کی فوج کا کمانڈر تھا۔ اسے نہر فرات پر تعینات کیا گیا تھا۔

11) عزرہ بن قیس احمسی بھی ابن زیاد کی فوج کا ایک کمانڈر تھا۔

یہ تمام افراد ابن زیاد کی جانب سے شہر کوفہ سے کربلا حضرت امام حسینؑ سے جنگ لڑنے کے لئے جانی والی فوج کے سربراہ تھے۔ ابن زیاد کی یہ تمام جنایت کاریاں اپنے حاکم یزید بن معاویہ کے زیر اثر تھیں اور اس کی مرضی کے عین مطابق تھیں، جس کا اقرار یزید نے اس وقت کیا، جب ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیلؑ اور حضرت ہانی بن عروہ کے کٹے ہوئے سروں کو اس کے پاس شام روانہ کیا اور ساتھ ہی ایک خط بھی لکھا۔ اس خط کے جواب میں یزید نے ابن زیاد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا:

"أما بعد فانك لم تعد ان كنت كما أحب ، عملت عمل الحازم وصلت صولة الشجاع الرابط الجأش ، فقد أغنيت وكفيت ، وصدقت ظني بك ورأيي فيك۔۔۔۔۔۔۔"

ترجمہ: "امابعد، تم حکومت اور نظام کے دفاع میں ویسے ہی ہو جیسا کہ میں چاہتا تھا۔ تمہارا کام دور اندیشی پر مبنی اور شجاعانہ ہے۔ وہاں کی حکومت کے لئے تم نے اپنی لیاقت اور صلاحیت ثابت کردی اور جو اُمیدیں تم سے وابستہ تھیں اسے عملی جامہ پہنادیا اور اپنے سلسلے میں میرے گمان اور میری رائے کو واضح اور سچا کر دکھایا۔۔۔۔۔" (19)

یہ خط طویل ہے کہ جس میں آگے چل کر یزید لکھتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی راہ اختیار کرلی ہے لہٰذا اسے چاہیئے کہ وہ حساس جگہوں پر پولیس کی چوکی بنادے اور پہرے بٹھادے۔ اسلحوں سے لیس سپاہیوں کو آمادہ رکھے اور اگر کسی کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک ہو تو اسے گرفتار کرلے اور ہر رونما ہونے والے واقعہ کے بارے میں اُسے خبر پہنچاتا رہے۔

کربلا کے خونی معرکہ کے بعد شہر کوفہ میں ابن زیاد کی مجرمانہ سیاسی روش کو اس طرح رقم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ کربلا کے شہداء کے سروں کا ابن زیاد کے دربار میں لایا جانا۔

۲۔ دربار میں اسیرانِ کربلا کو زنجیروں میں جکڑ کر لایا جانا۔

۳۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش ہونا۔

۴۔ ابن زیاد کا حضرت امام حسین علیہ السلام کے لبوں سے چھڑی سے بے ادبی کرنا۔

۵۔ ابن زیاد کی کوشش کہ وہ حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام کو شہید کردے لیکن جنابِ زینبؑ کا انہیں بچانا۔

۶۔ ابن زیاد کا سرِ امام حسین علیہ السلام کو نیزے پر نصب کرنا اور اسے اس کے حکم سے شہر کوفہ میں پھرایا جانا۔

۷۔ عبید اللہ ابن زیاد کا مسجد کے خطبہ میں یزید اور اس کے گروہ کی تعریف کرنا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو کذاب ابن کذاب کہہ کر ان کی توہین کرنا۔

۸۔ ابن زیاد کے حکم سے اسیرانِ کربلا کو کوفہ کے زندان میں ٹھہرایا جانا۔

۹۔ عبداللہ بن عفیف کا احتجاج اور انہیں ابن زیاد کے حکم سے قتل کیا جانا۔

۱۰۔ شہدائے کربلا کے سروں اور اسیرانِ کربلا کو یزید کے پاس شام روانہ کیا جانا۔

اگرچہ ابن زیاد نے جو اقدامات کیے وہ یزید کی مرضی کے عین مطابق تھے لیکن ابن زیاد نے اسیرانِ کربلا کو جس حالت میں یزید کے پاس بھیجا، اس سے خود یزید کو بھی برأت کا اظہار کرنا پڑا اور خاندان رسالت کو اس بری حالت میں دیکھ کر کہنے لگا:

''قبح اللہ ابن مرجانة لو کانت بینه وبینکم رحم أو قرابة ما فعل هذا بکم ولا بعث بکم هکذا''

ترجمہ: ''ابن مرجانہ کا خدا برا کرے! اگر تمہارے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ داری اور قرابت داری ہوتی تو وہ تم لوگوں کے ساتھ ایسا نہ کرتا اور اس حالت میں نہ بھیجتا۔'' (20

ہم نے اس مقالے میں کوشش کی کہ ابن زیاد کے ظالمانہ سیاسی اقدامات اور اس کی سیاسی چالوں کو تاریخی حوالوں کے ساتھ پیش کریں۔ ان میں سے ہر واقعہ عبید اللہ ابن زیاد کی جنایت کاریوں کو آشکار کرنے کے لئے کافی ہے۔ اہل تشیع و اہل سنت کی تاریخ کی کتابیں اس کے ظلم و ستم کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ جناب مختار ثقفی نے جب شہر کوفہ میں اپنی حکومت قائم کی تو ابن زیاد کو اس کے کیفرِ کردار تک پہنچایا اور یزید کے اس خون آشام جلاد صفت گورنر کا اس روئے زمین سے ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

*****

حوالہ جات

1۔ أبو مخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعة العلمیة۔ قم۔ ص ۲۷

2۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۶ - ۱۹۶۶م، دار صادر - بیروت، لبنان - ج ۴- ص ۲۴ - ۲۵

3۔ ابن طاووس، سید، اللھوف فی قتلی الطفوف، الأولی، ۱۴۱۷، مہر، أنوار الھدی، قم - ایران - ص ۳۲

4۔ عبد اللہ البحرانی، شیخ، العوالم، الامام الحسین (ع)، الأولی المحققة، ۱۴۰۷ - ۱۳۶۵ش، مدرسة الامام المھدی (عج) بالحوزة العلمیة۔ قم المقدسة۔ ص ۱۹۷

5۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعة و تصحیح وضبط: نخبة من العلماء الأجلاء، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعة علی النسخة المطبوعة بمطبعة "بریل" بمدینة لندن فی سنة ۱۸۷۹م۔ ج ۴۔ ص ۲۷۸

6۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۶ - ۱۹۶۶م، دار صادر - بیروت، لبنان - ج ۴- ص ۳۲

7۔ أبو مخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعة العلمیة۔ قم۔ ص ۴۷ - ۴۸

8۔ شیخ المفید، الارشاد، مؤسسة آل البیت علیھم السلام لتحقیق التراث، الثانیة، ۱۴۱۴ - ۱۹۹۳م، دار المفید للطباعة والنشر والتوزیع - بیروت - لبنان - ج ۲- ص ۶۱

9۔ أبو مخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعة العلمیة۔ قم۔ ص ۵۴

10۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعۃ وتصحیح وضبط: نخبۃ من العلماء الاجلاء، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعۃ علی النسخۃ المطبوعۃ بمطبعۃ "بریل" بمدینۃ لندن فی سنۃ ۱۸۷۹م - ج ۴ - ص ۲۷۶
11۔ أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعۃ العلمیۃ - قم - ص ۴۴
12۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۶ - ۱۹۶۶م، دار صادر - بیروت، لبنان - ج ۴ - ص ۴۹
13۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، تحقیق: علی شیری، ۱۴۱۵، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع - بیروت - لبنان - ج ۴۵ - ص ۵۱
14۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعۃ وتصحیح وضبط: نخبۃ من العلماء الاجلاء، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعۃ علی النسخۃ المطبوعۃ بمطبعۃ "بریل" بمدینۃ لندن فی سنۃ ۱۸۷۹م - ج ۴ - ص ۲۷۰
15۔ ایضاً، ج ۴ - ص ۲۹۵
16۔ الأصفہانی، أبوالفرج، مقاتل الطالبیین، تقدیم واشراف: کاظم المظفر، الثانیۃ، ۱۳۸۵ - ۱۹۶۵م، منشورات المکتبۃ الحیدریۃ ومطبعتہا - النجف الأشرف - عراق، ص ۶۸
17۔ البلاذری، أحمد بن یحیٰی بن جابر بن داود، جمل من أنساب الأشراف، تحقیق: سہیل زکار وریاض الزرکلی، دار الفکر - بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶م، ج ۳، ص ۱۷۸
18۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، تحقیق وتدقیق وتعلیق: علی شیری، الأولی، ۱۴۰۸ - ۱۹۸۸م، دار احیاء التراث العربی - بیروت - لبنان - ج ۸ - ص ۱۹۰
19۔ أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعۃ العلمیۃ - قم - ص ۶۰
20۔ ایضا، ص ۲۱۳ - ۲۱۴